ڈاکٹر عفیرہ حامد*

ادیب نامی نو(۹) رسائل
(تاریخی اور تحقیقی جائزہ)

انیسویں صدی کے ربع آخر میں ہندوستان کی سیاسی ہل چل ذرا کم ہوئی تو ادبیات اُردو پر ایجاد و اختراع کے دروازے کھل گئے ۔ مغربی خیالات کو فروغ حاصل ہونے لگا اور مشرقی روایات کو خیرباد کہنے کا زمانہ آ گیا ۔ اردو زبان ایشیائی تکلفات سے دور ہو کر واقعات نفس الامری کی طرف مائل ہوئی ۔ اردو ادب بھی زمانے کے نشیب و فراز سے ہم رکاب ہو کر تغیر و تبدل کی منزل پر گامزن ہوا ۔ ان تغیرات کا اثر اردو زبان و ادب پر بھی پڑا اور ادب کے موضوعات میں مغربی تحقیق کا رنگ نمایاں ہونے لگا ، جس نے مشرقی ادب کے لسانی ڈھانچے کو بدل کر نئی روایات کا سنگ بنیاد رکھا ۔ یہ ادبی و صحافتی انقلاب اس وقت شروع ہوا جب سرسید نے جدید ادب اور صحافت کی بنیاد ڈالی اور طرز قدیم کو خیرباد کہہ کر بلند خیالی کی نئی روح پھونکی ۔ اس سے اُردو زبان کا مزاج بدل گیا اور اس نے علمی و ادبی زبان کا درجہ حاصل کر لیا ۔ اب اس میں اتنی وسعت پیدا ہو گئی تھی کہ جدید علوم و فنون کو اپنے اندر سمو سکے اور اردو دان طبقے کا مذاق بدل سکے ۔

بیسویں صدی میں بامقصد ادب نے نئی راہیں استوار کیں ۔ ادب میں مقصدیت کی روش نے زبان کو آسان اور عام فہم بنا دیا ۔ اس سے عوام کی فکری نشو و نما ہوئی اور ادبی شعور بیدار ہوا ۔ اس شعور کو مزید تقویت دینے کے لیے صحافت جنبش میں آئی اور اس کی بدولت جدید موضوعات تیزی سے اردو میں منتقل ہونا شروع ہو گئے ۔ اس انقلابی تبدیلی کا اثر اردو رسائل پر بھی ہوا ، جنھوں نے ادبی صحافت کو عروج بخشا اور اُردو زبان کے مزاج میں ادبیت پیدا کی ۔ اس دور میں زیادہ تر ادبی ماہنامے وجود میں آئے جنھوں نے ادبی صحافت کو جنم دیا اور اُردو زبان و ادب کے ارتقاء میں مدد دی ۔ یہ ادبی مجلے اردو ادب و صحافت کا گراں قدر سرمایہ ہیں ، جنھوں نے مغربی ادب کو اردو ادب کے تقاضوں سے ہمکنار کیا اور جدید خیالات کو فروغ دیا ۔

---

*شعبہ ابلاغیات ، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور

آئندہ صفحات میں ''ادیب'' نامی نو (۹) رسائل کا ذکر ملے گا جنہوں نے انیسویں اور بیسویں صدی میں ادب و صحافت کی خدمت کی اور اپنے دور کے اہم رسائل کہلائے۔

ماہنامہ ''ادیب'' ۱۸۹۷ء پٹنہ (عظیم آباد)

''ادیب'' ۱۸۹۷ء میں صوبہ بہار پٹنہ (عظیم آباد) سے شائع ہوا۔ یہ اردو لٹریچر سوسائٹی پٹنہ کا آرگن تھا۔ اس کے مدیر سوسائٹی کے سیکرٹری سید نصیر حسین خیال تھے۔ یہ مطبع قیصری سے ۳۲ صفحات پر شائع ہوا تھا[1]۔

''ادیب'' کا مقصد ایک پسماندہ علاقے میں اردو زبان و ادب کی ترقی تھا۔ اس دور میں صوبہ بہار میں اردو زبان کی حالت خستہ تھی۔ شاعری اور ادب کا معیار گر رہا تھا۔ ادیبوں میں ادب کی ترقی کی خواہش کم ہو رہی تھی۔ اس صورت حال کو دیکھ کر 'ادیب' جاری کیا گیا اور اس نے اعلیٰ ادب کے نمونے پیش کیے تاکہ صوبہ بہار میں اردو زبان و ادب ارتقاء کی منازل طے کر سکے اور اردو دان طبقے کو ایک ایسا پلیٹ فارم مل سکے جس سے یہ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو ابھار سکے۔

راقمہ کو ''ادیب'' اکتوبر ۱۸۹۷ء کا شمارہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور سے ملا۔ اس کی ترتیب یوں تھی:

مضامین ''ادیب''

۱۔ السعی منی والاتمام من اللہ	سید محمد صاحب وصال
۲۔ صانع عالم کی نسبت ہمارے خیالات	مولانا سید ندا حسین
۳۔ بگڑا گویا مرثیہ خوان اور بگڑا شاعر مرثیہ گو	مولوی سید علی سجاد حسین سجاد
۴۔ شجاعت	شاہ سرفراز حسین
۵۔ خطائیوں کے حالات	مولوی سید علی سجاد صاحب سجاد
۶۔ ہوا اور آفتاب میں چھیڑ چھاڑ (نظم)	سید محمد صاحب وصال

''ادیب'' میں ادبی، معاشرتی اور تاریخی مضامین شائع ہوتے تھے۔ ایک مضمون بعنوان ''بگڑا گویا مرثیہ خوان اور بگڑا شاعر مرثیہ گو'' شائع ہوا۔ اس مضمون میں اردو مرثیہ نگاری کی تاریخ بیان کی گئی اور میر، سودا کے مرثیوں پر تنقیدی نظر ڈالی گئی۔ میر خلیق، مرزا دبیر، میر ضمیر، میر انیس کے مرثیوں پر بحث کی گئی اور میر انیس کے مرثیوں کو ان الفاظ میں سراہا گیا۔

۱۔ ادیب، جلد ۱، شمارہ ۴۔ اکتوبر ۱۸۹۷ء

''میر انیس مرحوم نے جو کوچہ اختیار کیا تھا یا یوں کہو کہ جس کوچہ میں ان کی فطرت لے گئی تھی اس سے بہتر ملنا نہایت دشوار ہے - غزل سرایان ہند کا میدان اس قدر تنگ ہے کہ وہ پوری زباندانی کا اظہار کر نہیں سکتے - اس لحاظ سے میں ضرور کہوں گا کہ وسعت خیال ، طرز بیان اور شرفا کے دلپسند محاوروں کے اعتبار سے ہندوستان میں تو کیا دور دور تک ایسا باکمال شاعر نہیں گزرا -''[1]

''خطائیوں کے حالات'' علی سجاد صاحب کا تاریخی مضمون تھا جس میں حضرت نوح علیہ السلام کے پوتوں کے زمانے کے تاریخی حالات بیان کیے گئے ہیں کہ اس دور میں بت پرستی اور بتوں کی تعمیر میں خطائی قوم کو موجد کہا جاتا ہے - اس مضمون میں لاوزی، اوٹی، طاوسی، حکیم فیثا غورث، خوسی خاندانوں کے بارے میں مفصل حالات بیان کیے گئے ہیں - یہ مضمون تواریخ چین سے ماخوذ ہے جس کے مصنف بیروکڈ تھے -

''ادیب'' میں شاعری کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے منظومات کو الگ جگہ دی جاتی تھی - اس ضمن میں ''ادیب'' میں سید محمد وصال کی نظم شائع ہوئی - عنوان تھا -

ہوا اور آفتاب میں چھیڑ چھاڑ

کس لطف کی یہ ہوا ہے دیکھو	پیاری اس کی ادا ہے دیکھو
اک اک کو جگا رہی جا کر	شوخی سے الٹ رہی ہے چادر
بکھرے ہیں رخوں پہ تار گیسو	دیکھے کوئی اب بہار گیسو
لیتا ہے یہ کون منہ پہ دامن	اے شوق جمال ادائے ہر من
پھرتی ہے چمن میں کس خوشی سے	چہلیں کرتی ہے ہر کسی سے
پتوں کو ہلا دیا ہے اس نے	غنچوں کو کھلا دیا ہے اس نے
تو کیا ہے تیری بساط کیا ہے	تجھ کو کچھ خبط ہو گیا ہے
گر تجھ پہ پڑی کرن کی قمچی	الٹی یہ سمجھ ابھی ہو سیدھی
تو باد سحر ہو یا صبا ہو	چل دور ہو یاں سے اب ہوا ہو
اعلیٰ ہوں میں اور تو ہے ادنیٰ	ایسوں کو برا ہے منہ لگانا
اتنے میں سیاہ ابر آیا	حائل ہوا بیچ میں یہ پردا
دونوں میں اس نے کی صفائی	بڑھنے ہی نہ پائی یہ لڑائی

(ادیب ، جلد ۱ ، شمارہ ۴ - ص ۲۲ ، ۲۴)

۱- ادیب جلد ۱، شمارہ ۴ - اکتوبر ۱۸۹۷ء ص ۱۲

''ادیب'' ایک پسماندہ علاقہ سے شائع ہوتا تھا ، اس لیے زبان و بیان کے اعتبار سے اس کا انداز بہت سادہ تھا ۔ اس کے مضامین میں قدیم طرز کی زبان استعمال ہوتی تھی ۔ اس مجلے نے ادب و تاریخ کے نمونے پیش کیے تا کہ اس علاقے کے لوگ تاریخ کے حوالے سے اپنی تہذیب سے روشناس ہوں ۔

ماہنامہ ''ادیب'' آگرہ ١٨٩٩ء

آگرہ سے ماہنامہ ''ادیب'' جنوری ١٨٩٩ء میں جاری ہوا ۔ اس کے مدیر سید اکبر علی اکبر آبادی تھے ۔ اس کے لکھنے والوں میں مولوی ذکاء اللہ ، مولانا سید امجد علی اشہری ، مولوی محمد منور خان ، مولوی نہال احمد علوی اور حکیم مرزا باقر حسین تھے[١] ۔

''ادیب'' کا مقصد اردو لٹریچر کو فروغ دینا تھا ۔ اس نے اردو لٹریچر کے عمدہ نمونے اپنے صفحات میں پیش کیے ۔ اپنے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے علمی ، ادبی ، اخلاق ، تاریخی ، سائنسی معلومات اور معاشرتی زندگی سے متعلق مضامین کو شائع کیا جو ادب و انشاء کا عمدہ اور معیاری نمونہ تھے ۔ اس دور میں ادب اُن دھاروں پر بہنا شروع ہو گیا تھا جہاں مغربی علوم کو اردو میں بآسانی ڈھالا جا رہا تھا تاکہ ہندوستانیوں میں جدید ادب اور مغربی خیالات و افکار کی اہمیت کو بیان کیا جائے ۔ اگرچہ سرسید کی صحافت کے بعد بہت سے رسائل اُس روش پر گامزن تھے ۔ انھی میں ''ادیب'' نے بھی اعلیٰ درجہ کا ادب پیش کرنے کے لیے سائنس ، فلسفہ ، ہیئت اور اخلاقیات کو موضوع بنایا اور اُن کو اردو زبان میں ڈھال کر عوام کے سامنے پیش کیا تاکہ قدیم اور جدید ادب میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے ۔

''ادیب نے سادہ نثر کے ذریعے جدید علوم کو پیش کیا جو ادب کا عمدہ نمونہ بن گئے ۔ اس سے ادب میں جدید علوم کی اصناف کو اہم مقام حاصل ہوا ۔ اس سے پہلے رسائل میں علم حیوانات، طب اور نباتات جیسے علوم کو اردو زبان میں بہت کم پیش کیا گیا تھا ۔ ''ادیب'' نے ان علوم کے ترقی یافتہ نمونے پیش کیے جس سے اردو زبان و ادب میں قدیم اور جدید ادب کی اہمیت میں اضافہ ہوا ۔ اس بات کی تائید مولانا شبلی نعمانی ان الفاظ کرتے ہیں :

---

١ ۔ امداد صابری ، تاریخ صحافت اردو ، جلد سوم ، دہلی : ص ٣٧

''میں موجودہ رسالوں میں ''ادیب'' کو سب سے افضل سمجھتا ہوں۔ جنوری ۱۸۹۹ء سے دسمبر تک بارہ پرچوں میں تقریباً ایک سو بیس مضامین طبع ہوئے ہیں جو علمی معلومات کا خزانہ اور سحر طراز انشاپردازوں کے زور قلم اور اردوئے معلیٰ کا اعلیٰ نمونہ ہیں اور علوم مختلفہ تاریخ ، فلسفہ ، ہیئت ، علم الارض ، طبیعیات ، حیوانات ، نباتات ، مفید و دلچسپ نکات سے پر ہیں''[1]

ماہنامہ ''ادیب'' حیدر آباد دکن ۱۹۰۸ء

یہ مجلہ حیدر آباد دکن سے ۱۹۰۸ء میں جاری ہوا۔اس کے مدیر محمد ظفریاب خان تھے ۔ یہ اختر پریس حیدر آباد دکن سے چھپتا تھا ۔ ۱۹۱۰ء سے یہ ادیب پریس حیدرآباد سے شائع ہونے لگا ۔ قیمت سالانہ مع محصول ڈک چھ آنے تھی ۔[2]

راقمہ کو ۱۹۰۶ء تا ۱۹۱۱ء کے بارہ شمارے پنجاب یونیورسٹی لائبریری سے ملے ۔ اس کی رو سے اس کے مضمون نگاروں میں سید محیٰ‌الدین اورنگ آبادی ، مولوی سید خورشید علی ، مولوی سید ہاشمی فرخ آبادی ، ضامن کنتوری ، علی حیدر طباطبائی ، مولوی سید رضی الدین، محترمہ رابعہ سلطانہ اور محمد قادر حسن قادر کے نام قابل ذکر ہیں ۔

''ادیب'' کے سرورق پر یہ عبارت شائع ہوتی تھی :

''اردو علم و ادب کا ایک ماہوار رسالہ''

''ادیب'' کے قواعد و ضوابط فروری ، مارچ ۱۹۱۰ء کے شمارے میں سرورق کے اندرونی صفحے پر شائع ہوئے۔

''۱ ۔ یہ رسالہ حیدر آباد دکن سے ہر انگریزی مہینے کی ابتدائی تاریخوں میں شائع ہوتا ہے ۔ اس کا حجم بالفضل ٥٦ صفحہ ہے ۔

۲ ۔ ادیب میں نظم و نثر کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے علمی و اخلاقی مضامین اس مقصد سے شائع کیے جاتے ہیں کہ ملک میں علم کا صحیح مذاق پھیلے اور اردو زبان کو ترقی ہو''

''ادیب'' میں علمی ، ادبی ، معاشرتی مضامین شائع ہوتے ۔ اس کے ساتھ ساتھ

۱۔ امداد صابری ، تاریخ صحافت اردو ، جلد سوم ، ص ۴۴۳

۲۔ ادیب ۔ جلد ۲ ، شمارہ نمبر ۲ ، ستمبر ۱۹۰۹ء

ڈرامے ، مکالمے ، نظمیں ، غزلیں ، ایڈیٹوریل اور انگریزی تراجم بھی شائع ہوتے تھے ۔ ایک انگریزی ڈرامہ ''طلسم خیال'' بالاقساط شائع ہوا ۔ اس کے مترجم سید ہاشمی فرخ آبادی تھے ۔

''ادیب'' نے تنقیدی مضامین کی اشاعت بھی کی ۔ ایک مضمون بعنوان ''انگریزی شاعری'' سید محمد حسن عابد جعفری اکبر آبادی کا شائع ہوا ۔ وہ لکھتے ہیں :

> ''حال میں میری نظر سے دو انگریزی نظمیں گزریں ۔ بے اختیار جی چاہا کہ ان کا ترجمہ اردو دان پبلک کے روبرو پیش کروں ۔ جو زور طبع شاعروں نے صرف کیا ہے قابل داد ہے ۔ محبان وطن اس حسن کمال کو زبان اردو کے لیے رو رہے ہیں۔''[1]

مولوی فرید یکتا نے ایک علمی مضمون بعنوان ''محمدن کالج علیگڑھ'' کے متعلق قدیم و جدید خیالات کا موازنہ لکھا ۔ اس میں مسلمانوں کی حالت اور انگریزی زبان کی اہمیت کے بارے میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے :

> ''یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ جب رعایا اور حکمران کی زبانیں مختلف ہوں تو رعایا کو اپنی حکمران قوم کی زبان سیکھنے کی کس قدر ضرورت ہے ۔ جب تک رعایا اپنی حکمران قوم کی زبان سے آشنا نہ ہو ، نہ رعایا کی گفتگو حکام وقت سمجھیں گے نہ حکام کی گفتگو رعایا ۔ جب تک رعایا اپنی حکمران قوم کی زبان سے واقفیت پیدا نہ کرے گی ، رعایا اور حکمران قوم میں باہمی میل جول بھی پیدا نہیں ہو سکتا ۔ ۔ ۔ فدائی قوم سرسید مرحوم نے جب قوم کی یہ حالت دیکھی تو ان کا جوشیلا دل بھر آیا ۔ سچی ہمدردی اور دلی خیر خواہی سے قوم کو علوم مغربی کی تحصیل کے لیے ابھارا ۔ خود حکمران قوم سے موانست پیدا کی ۔ انگریزوں کے ساتھ بلا تأمل ایک میز اور ایک دسترخوان پر کھانے پینے لگے ۔ کالج کی بنیاد ڈالی اور علوم مغربی زبان انگریزی کو قوم میں پھیلا دیا ۔''[2]

''ادیب'' کے ہر شمارے میں معاشرتی اور اصلاحی مضامین شائع ہوتے تھے ۔ جس کی فہرست درج ذیل ہے :

۱۔ ادیب ، جلد ۲ ، شمارہ نمبر ۲، ستمبر ۱۹۰۹ء ، ص ۳۰

۲۔ ادیب، جلد ۵ ، شمارہ ۴ ، اپریل ۱۹۱۱ء، ص ۱۰، ۱۱

ہمارا اخلاق فرض	سید خورشید علی	ستمبر ۱۹۰۹ء
کام سے نفرت	مولوی سید محی الدین	ستمبر ۱۹۰۹ء
پیپل کا درخت	محمد نصیرالدین خاں	مارچ ۱۹۱۰ء
اعتدال	مرزا محمد یاور خیرآبادی	جنوری ۱۹۱۱ء
خدا کی قدرت	حکیم غلام غوث بخش چشتی	ایضاً
تمباکو	مولوی سید محی الدین	ایضاً
فریاد	مولوی سید شاہ فریدالدین یکتا	فروری و مارچ ۱۹۱۱ء
کفایت شعاری	مولوی سید غلام مصطفیٰ	اپریل ۱۹۱۱ء
مذہبی پابندی	مولوی محمد عبداللہ	ایضاً

''ادیب'' کے زیر نظر تمام شماروں میں ''جاپان'' عنوان کے تحت مولوی سید خورشید علی کا مضمون چھپا جس میں جاپان کی تہذیب، معاشرت، رکھ رکھاؤ، شادی بیاہ کی رسومات کا ذکر ملتا ہے۔ یہ ''کتاب جاپان'' تھی جو بالاقساط شائع ہوئی۔

''ادیب'' میں اردو اور فارسی غزلوں کا اعلیٰ انتخاب پیش کیا جاتا۔
سید محمد ضامن کنتوری کی غزل شائع ہوئی، مطلع ہے ؎

یا رب چہ بلا بلائے عشق است
جان سوختۂ ہوائے عشق است

(جلد ۳، شمارہ ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

سید علی حیدر نظم طباطبائی کی غزل کا مطلع ہے ؎

آتی ہے بوئے ناز جو عرض نیاز میں
خاموش مثل شمع ہوں سوز و گداز میں

مقطع ہے ؎

تسبیح اس نے بعد پڑھی بھی تو کیا حصول
سو مرتبہ خدا کو جو بھولا نماز میں

(جلد نمبر ۱، جنوری ۱۹۱۱ء)

رابعہ سلطان بیگم کی غزل کا مطلع ہے ؎
دیدۂ تر سے کبھی بند نہ آنسو ہو جائے
درد قومی سے نہ فرصت کسی پہلو ہو جائے

(جلد ۵، نمبر ۴ مئی ۱۹۱۱ء)

''ادیب'' نے قومی نظموں کو بھی اپنے شماروں میں جگہ دی۔ سید غلام مصطفیٰ ذہین کی طویل نظم ''ایثار'' چھپی۔ آغاز کے چند اشعار ہیں :

ایثار

پوچھئے اہل بصیرت سے کہ کیا ایثار ہے
سوچئے ایثار کیا شے یا اولی الابصار ہے

خلق بھی خالق بھی جس سے شاد ہو ایثار ہے
فضل باری صاحب ایثار پر ہر بار ہے

ہوتی ہے جس شے سے تالیف قلوب ایثار ہے
صاحب ایثار کو اب اور کیا درکار ہے

(جلد ۵ نمبر ۲، ۳ فروری ، مارچ ۱۹۱۱ء، ص ۱۹)

مولوی سید نذیرالدین احمد فوق نے ایک نظم بعنوان ''قوم کا مرثیہ'' لکھی۔ یہ پرجوش نظم بہت طویل تھی۔ ایک بند ملاحظہ ہو :

قوم کا مرثیہ

ہزار افسوس ایسوں کے خلف کی ہو یہ بد حالی
جدا ہم سے ترقی دور ہم سے فارغ البالی

وہ مے جس کی بدولت آج تک دنیا ہے متوالی
اس آب آتشیں سے جام میرا ہو گیا خالی

دماغ اہل دنیا آ گیا تھا جس سے چکر میں
خدا کی شان وہ مے آج ہے غیروں کے ساغر میں

(فروری و مارچ ۱۹۱۱ء)

''ادیب'' کے جون ۱۹۱۱ء کے شمارے میں علامہ اقبال کا شکوہ شائع ہوا۔ اس کے علاوہ رابعہ سلطان بیگم کی نظم کا آخری بند ملاحظہ ہو :

قومی نظم

اس نبیؐ کا واسطہ دیتے ہیں ہم اللہ کو
جس کے صدقہ میں کیا اللہ نے پیدا ہمیں

ہم کو دے توفیق راہ نیک کی اے ذوالجلال
تیری رحمت کی ضرورت ہے فقط مولا ہمیں

عزت و ذلت کا مالک ہے تو ہی اے بے نیاز
سب سمجھتے ہیں ذلیل اب گبر اور ترسا ہمیں

تو اگر چاہے تو بیڑا پار ہو جائے تمام
ہے اگر تو ہے تری رحمت کی اک پروا ہمیں
(جلد ۳ - نمبر ۳ مئی ۱۹۱۱ء)

''ادیب'' حیدرآباد دکن کا ایک معیاری رسالہ تھا جس نے ادب کی تمام اصناف کو اپنے صفحات میں جگہ دی اور بہت عرصے تک ادب و صحافت کی خدمت کرتا رہا ۔

''ادیب'' نے اصلاحی اور معاشرتی نظمیں شائع کیں جن میں ہمیں وطنی شعور بھی ملتا ہے ۔ اس کے ہر شمارے میں اصلاحی مضمون بھی شائع ہوتا تھا جو اس کے مقاصد کی تکمیل کا ایک حصہ تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ''ادیب'' نے ادب ، تاریخ اور معاشرت کو ہم آہنگ کیا اور ادب کے اعلیٰ نمونے پیش کیے ۔

ماہنامہ ''ادیب'' الہ آباد ۱۹۱۰ء

ماہنامہ ''ادیب'' جنوری ۱۹۱۰ء میں الہ آباد سے شائع ہوا۔ اس کے پہلے ایڈیٹر منشی رائے نظر لکھنوی تھے[1]۔ جولائی ۱۹۱۱ء میں پیارے لال شاکر میرٹھی اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔[2] جنوری ۱۹۱۳ء میں ادارت میر خسرو عظیم آبادی کے سپرد ہوئی۔[3] اس کے مضمون نگاروں میں مولوی سید احمد دہلوی ، پنڈت برج نرائن چکبست ، سید امجد علی خان ، مرزا کاظم حسن محشر لکھنوی ، سرور جہان آبادی ، رشید احمد تھانوی ، پنڈت کشن پرشاد کول ، پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی اور عزیز لکھنوی کے نام قابل ذکر ہیں ۔

راقمہ کو ''ادیب'' کے چار شمارے عجائب گھر لائبریری سے ملے جس کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ''ادیب'' ایک بلند پایہ علمی و ادبی رسالہ تھا ۔ اس کا نصف حصہ مضامین اور نصف منظومات پر مشتمل تھا ۔ اس کو اپنے دور کے

۱۔ ویر پندر شاد سکسینہ بدایونی ، ''ادیب الہ آباد'' (قومی زبان) جلد ۲۵ شمارہ ۴ ، اپریل ۱۹۶۳ء ص ۲۱

۲۔ ایضاً ص ۲۱

۳۔ ایضاً ص ۲۱

اہم ادیبوں کا تعاون حاصل رہا ۔

''ادیب'' اگرچہ الہ آباد سے نکلتا تھا لیکن اس کے ایڈیٹر لکھنؤ کے رہنے والے تھے یہی وجہ ہے کہ اس میں لکھنؤ کی معاشرتی زندگی کی تصویر ابھرتی ہوئی نظر آتی ہے ۔ اس میں معاشرت کے ساتھ ادب بھی شامل تھا ۔ اس کے ادبی مضامین اعلیٰ معیار کے حامل تھے ۔ ''ادیب'' نے اردو زبان کی اصلاح اور فروغ کے لیے اہم خدمات انجام دیں ۔ سید علی محمد شاد کا مضمون ''املائے اردو'' چھپا ۔ اس میں اردو زبان اور اس کے رسم الخط کے بارے میں بہت سی ہدایات دی گئی ہیں ۔ مضمون کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے :

''عبارت کی لکھاوٹ کی اصل تعریف یہ ہے کہ پڑھنے والا پوری اور صحیح آواز سے اس کو ادا کر سکے ۔ اگر محض معنی و مطلب و سیاق کلام سے لفظوں سے پڑھا جائے تو املا کا تکلف کیا ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ مذکورہ بالا عیب ہر زبان کے املا میں ہیں مگر کسی میں کم ، کسی میں زیادہ اور کسی میں بہت زیادہ ۔''[1]

''ادیب'' نے شعراء اور ادیبوں پر تنقیدی مضامین بھی شائع کیے ۔ حکیم برہم صاحب کا مضمون ''مولانا عبدالحلیم شرر'' اپریل ۱۹۱۰ء کے شمارے میں چھپا ۔ اس میں شرر کے حالات زندگی اور ان کی تصانیف اور مضامین کا وسیع جائزہ لیا گیا تھا ۔ پنڈت مشن نرائن کا مضمون ''تذکرۂ شعر و سخن'' چھپا ۔ اس میں اردو شاعری کی تنزلی اور بدحالی کا ذکر کیا گیا اور مختلف شعراء کے کلام پر بحث کی گئی تھی ۔ مضمون نگار لکھتے ہیں :

''اس وقت کی اردو شاعری کا حال قابل افسوس ہے ۔ بیسیوں گلدستے نکلتے ہیں ۔ اکثر رسالوں اور اخباروں میں طرح طرح کی نظمیں چھپتی ہیں مگر جس کا نام شاعری ہے اس کا کہیں پتہ نہیں ۔''[2]

''ادیب'' نے انگریزی ادب کو تراجم کے ذریعہ اردو میں نہایت خوبصورتی سے پیش کیا ۔ محمد یحییٰ اتنہا کا مضمون ''لٹریچر میں انقلاب'' چھپا ۔ یہ انگریزی مقالے کا ترجمہ ہے ۔ اس میں نفسیاتی طور پر جو انقلاب انسان کی زندگی میں رونما ہوتا ہے اس کا ذکر ہے ۔ انگریزی مضمون کی کتابوں کے حوالے سے زبان ، علم و ادب کی ترقی اور ارتقاء کا وسیع جائزہ لیا گیا ہے :

۱۔ ادیب جلد ۱ ، شمارہ ۲ جولائی ۱۹۱۰ء
۲۔ ادیب جلد ۲ ، شمارہ ۵ نومبر ۱۹۱۰ء

"۔۔۔۔ لیکن جواہرات کی چمک اور اصلی قیمت نہیں بدلتی ۔ علم و ادب کی تاریخ پر نظر ڈالو ! کس قدر مہیب وادیاں نظر آتی ہیں جو فقروں کے قصوں اور بحث مباحثہ سے پر ہیں۔ کتنی علم الٰہیات کی دلدلیں ہیں ! کتنے علم تصورات کے خشک میدان ہیں ۔ صرف کہیں کہیں شاعرانہ نازک خیالی کی زیارت ہو جاتی ہے۔"[1]

"ادیب" نے جدید اور قدیم شاعری کا حسین امتزاج اپنے اوراق میں پیش کیا ۔ سرور جہاں آبادی کی نظم "ادائے شرم" اپریل ۱۹۱۰ء کے شمارے میں شائع ہوئی ۔ شاکر میرٹھی کی نظم "کنول کا پھول" شائع ہوئی ۔ پہلا شعر یہ ہے :

یہ دلفریب ادائیں یہ شان برنائی
یہ رنگ و بو یہ نزاکت یہ حسن و رعنائی

(ستمبر ۱۹۱۰ء جلد ۲ ۔ شمارہ ۳)

"ادیب" وہ بلند پایہ رسالہ تھا جس نے اپنی مختصر زندگی میں علم و ادب کی شمع روشن کی ۔ اس کے مضامین اعلیٰ نثر نگاری کے نمونے تھے ، جن کا معیار بہت بلند تھا ۔ "ادیب" کی نگارشات مخزن کے ہم پلہ تھیں لیکن یہ رسالہ بہت جلد بند ہو گیا ۔

"ادیب" نے اپنے مضامین میں لکھنؤ کی زندگی کی مکمل عکاسی کی جس کا انداز تحریر نہایت دلکش تھا ۔ یہ رسالہ ظاہری اور معنوی خوبیوں کا مرقع تھا جس نے ادب و معاشرت کے موضوعات کو اپنے اندر سمویا ۔ اس کی ظاہری شان انگریزی رسالوں کے ہم پلہ تھی ۔ "ادیب" نے تنقیدی ادب کے ساتھ ساتھ افسانوی ادب کی ترجمانی بھی کی ۔ اس کے شماروں میں پریم چند کے افسانے بھی شائع ہوئے۔ اس رسالے نے نثر کے ساتھ نظم میں بھی اپنا معیار برقرار رکھا اور معیاری نظمیں اور غزلیں شائع کیں جو جدید اور قدیم شاعری کی عکاس تھیں ۔ "ادیب" تین سال تک زندہ رہا ، لیکن اس مختصر عرصہ میں اس نے ادبی صحافت میں شاندار کارنامہ انجام دیا ۔ اس سلسلہ میں جناب روشن لکھتے ہیں :

"اردو علم و ادب کے زمانوں میں جو درجہ کبھی "مخزن" نے حاصل کیا تھا وہ قابل رشک تھا، لیکن انڈین پریس الہ آباد کا "ادیب" بلا شبہ اس سے بڑھ چڑھ کر تھا ۔ وہ نہ صرف معنوی بلکہ ظاہری خوبیوں کے لحاظ سے بھی لاجواب شے تھی ۔۔۔ اُسے دنیائے اردو برسوں تک فراموش نہ

۱۔ ادیب جلد ۲ ، شمارہ ۳ ستمبر ۱۹۱۰ء

کر سکے گی۔"[1]

ماہنامہ "ادیب" دہلی ۱۹۱۲ء

تاریخ صحافت اردو میں امداد صابری نے ایک رسالہ "ادیب" کا ذکر کیا جو دہلی سے نکلتا تھا۔ وہ لکھتے ہیں :

"سبز منڈی دہلی سے ۱۹۱۲ء کو یہ ماہانہ ادبی رسالہ جلوہ افگن ہوا۔ ۴۸ صفحات پر نکلتا تھا۔ سالانہ چندہ ساڑھے چار روپیہ تھا۔ بزم سخن لکھنؤ کے شمارے مارچ ۱۹۱۴ء میں اس کا حسب ذیل اشتہار شائع ہوا :

مجھ کو دیکھو ہے اگر ذوق ادب
مجھ سے پورے ہونگے سب شوق ادب

اردو انشاء پردازی کا اعلیٰ نمونہ ، اعلیٰ خیالات کا صحیفہ ، انسانی جذبات کی تصویر ، حالت زمانہ کا آئینہ ، شاعرانہ خیالات کا مخزن دیکھنا مقصد ہو تو لگاؤ ادیب ، مصور ادبی رسالہ چندہ چار روپے آٹھ آنے۔"[2]

"ادیب" ، ناگپور ۱۹۲۰ء

"ادیب" ناگپور سے ۱۹۲۰ء میں جاری ہوا۔ یہ دو ماہ کے بعد نکلتا تھا۔ ۱۹۱۱ء میں یہ ماہانہ ہوگیا۔ اس کے مدیر مولوی محمود علی خاں صاحب تھے۔ یہ انجمن پریس ناگپور میں چھپتا تھا[3]۔ اس کے مضمون نگاروں میں مولانا محمد طہ ندوی، خواجہ عبدالرؤف عشرت، سید علی سجاد، گوہر کانپوری، مولوی سید ابو محمد ثاقب کانپوری، ہادی مچھلی شہری، منشی سجاد حسین اسرار، مولوی مطلب حسین کانپوری کے نام سرفہرست ہیں۔

راقمہ کو "ادیب" ناگپور کے ۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۲ء کے چھ شمارے پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور سے ملے۔ زیر نظر شماروں میں "ادیب" کے مزاج اور زبان و بیان کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۱۔ دیر بندر پرشاد سکسینہ بدایونی "ادیب" (الہ آباد) قومی زبان۔ جلد ۲۵ نمبر ۴ ، اپریل ۱۹٦۴ء ص ۲۴

۲۔ امداد صابری۔ تاریخ صحافت اردو۔ جلد پنجم۔ ص ۲٦۷ جال پریس دہلی ۱۹۸۲ء

۳۔ ادیب۔ جلد اول ، جون و جولائی ۱۹۲۰ء

''ادیب'' ایک علمی اور مذہبی رسالہ تھا ۔ کبھی کبھار ادبی مضامین اور نظموں اور غزلوں کو بھی جگہ دی جاتی تھی ۔ تاریخ اسلام پر بھی ٹھوس مضامین شائع ہوتے تھے۔ ۱۹۲۱ء کے شماروں میں ''آنحضرتؐ کے خاتم النبین ہونے کا ثبوت'' مضمون بالاقساط شائع ہوا۔ اس طویل سلسلے کو مولانا طہٰ لکھتے تھے ۔

اسلام اور معاشرت پر بھی مضامین شائع ہوتے تھے۔ ایک شمارے میں ''اسلام کا ماضی و مستقبل'' عزیز احمد کا پر مغز مضمون شائع ہوا ۔ اس میں ظہور اسلام اور اس کے بعد عربوں کی معاشرتی حالت کو بیان کیا گیا ۔ نیز عرب کی تہذیب و تمدن اور ادب کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں :

''عربوں کی تہذیب کے مرکز دنیا کے مختلف ممالک مثلاً دمشق ، بغداد ، قاہرہ اور قرطبہ تھے جہاں وہ ترقی کے انتہائی معراج پر پہنچے ۔ عربوں ہی کی تہذیب نے ایرانی اور ترکی قوموں میں تہذیب کی روح پھونک دی ۔'' ۱

''ادیب'' کے فروری ۱۹۲۲ء کے شمارے میں تاریخ اسلام سے متعلق ایک اور سلسلہ شروع ہوا جو بالاقساط شائع ہوا ۔ مولوی سید عبدالرزاق ایلچپوری کے مضمون کا عنوان تھا ''فاتحان اسلام کا دکن پر پہلا حملہ'' ۔ تاریخ اسلام سے متعلق مضامین ادیب کی زینت بنتے تھے ۔

''عمان الجواہر'' مستقل عنوان کے تحت ہر شمارے میں نظمیں اور غزلیں شائع ہوتی تھیں ۔

وحشی چاند پوری کی نظم ''شباب رفتہ'' شائع ہوئی ۔ پہلا بند ہے :

شباب رفتہ

اے شباب رفتہ ! اے شمع حیات زندگی
اے متاع جان و دل ! اے کائنات زندگی

آہ تیرے دم سے تھا لطف ثبات زندگی
اب کہاں وہ ہیں وہ دلکش واقعات زندگی
آہ تو جب تک تھا روح رواں بنکر رہا
مدتوں آغوش جاں میں جان جاں بنکر رہا

(ادیب ۔ فروری ۱۹۲۲ء ص ۳۱)

۱۔ ادیب ، جلد ۲ شمارہ ۱ ، ۲ ۔ جون و جولائی ۱۹۱۱ء ص ۳۳

عزیز لکھنوی کی غزل شائع ہوئی ، مطلع ہے :

کر دیا انکار ازل میں جس سے ہر دلگیر نے
وہ مری قسمت میں لکھا کاتب تقدیر نے

(ادیب ۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء ص ۳۰)

نعتیں اور رباعیات بھی ''ادیب'' میں شائع ہوئی تھیں۔

''ادیب'' کا رنگ عالمانہ تھا ۔ اگرچہ اس کی زبان بہت سادہ تھی لیکن علمیت کا عکس اس میں جھلکتا ہوا نظر آتا تھا۔ ''ادیب'' نے تاریخ اسلام پر بہت سا مواد شائع کیا تا کہ گم شدہ ادب کو ایک بار پھر زندہ کیا جا سکے ۔ اس طرح اس نے علم و ادب ، مذہب اور تاریخ کو اپنے صفحات میں یکجا کر کے پیش کیا اور کئی برس تک ادب و صحافت کی دنیا میں چھایا رہا ۔

ماہنامہ ''ادیب'' پشاور ۱۹۳۰ء

پشاور سے مولانا عبدالمجید سالک کی سرپرستی میں ''ادیب'' ۱۹۳۰ء میں جاری ہوا[1] ۔ اس کے مضمون نگاروں میں جناب آغا غلام احمد گل، شوکت تھانوی، ظفر قریشی ، ایم اسلم ، راز رامپوری ، ملا رموزی ، سیماب اکبر آبادی ، مدرشن ، نذیر احمد ، احمد شاہ بخاری اور منظر صدیقی کے نام قابل ذکر ہیں ۔ ''ادیب'' کا مقصد صوبہ سرحد میں اردو زبان کی ترقی و توسیع تھا ۔ اس کے پہلے شمارے میں اس کے مقاصد شائع ہوئے :

''اردو زبان کو معراج ترقی پر پہنچانے اور اس کی ترقی و توسیع کے لیے جس طرح زندہ دلان پنجاب نے تمام ممکن ذرائع اختیار کر کے اپنے ذوق علمی کا ثبوت دیا اسی طرح اہل سرحد کو بھی لازم ہے کہ وہ پنجاب کے نقش قدم پر چل کر اردو ادب کی خدمت کے لیے دل و جان سے کوشاں ہوں ۔ انھیں جذبات کے ماتحت اپنے خیالات سے متأثر ہو کر اپنے مقاصد کے حصول کی غرض سے ایک ماہوار باتصویر اردو رسالہ ''ادیب'' کا اجراء کیا گیا ۔ ۔ ۔ اردو ادب کی خدمت اور سرحد میں علمی ذوق و شوق کی اشاعت کے لیے ''ادیب'' جاری کیا گیا ۔[2]

۱۔ ادیب ، جلد ۱ ، شمارہ ۱ جنوری ۱۹۳۰
۲۔ ادیب ، جلد ۱ ، شمارہ ۷ جولائی ۱۹۳۰ء ص ۲۴

"ادیب" میں معاشرتی موضوعات پر مواد شائع ہوتا تھا اور ادبی و تنقیدی مضامین بہت کم شائع ہوتے تھے۔ ایک مضمون "شاعر اور شاعری" شائع ہوا۔ شوکت تھانوی نے اس میں شاعری کی تاریخ اور شعراء کا حال بتایا کہ اردو شاعری روز بروز تنزل کا شکار ہو رہی ہے۔ اس میں ہلکا پھلکا مزاح بھی تھا :

"دنیا کے ساتھ ساتھ شاعر بھی رنگ بدل رہے ہیں۔ جو حالت شعراء کی پہلے تھی وہ اب نہیں۔ ۔ ۔ کچھ دنوں کے بعد عام انسانوں اور شاعروں میں مشکل سے امتیاز ہو سکے گا۔ ابھی دیکھتے دیکھتے جو تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں ان سے تو بس یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ تھوڑے دنوں میں ہر قسم کے انسان شاعر ہونے لگیں گے۔"[1]

"ادیب" نے تاریخی موضوعات کو بھی جگہ دی۔ مسلم کاکوروی کا مضمون "ایوب ابن الکریا" جولائی ۱۹۳۰ء کے شمارے میں چھپا۔ "ادیب" میں نظمیں اور غزلیں بھی شائع ہوتی تھیں۔ اس نے صوبہ سرحد کے مقامی شعراء کے کلام کو بھی جگہ دی۔ اس طرح صوبہ میں اردو شاعری کو فروغ حاصل ہوا۔ عبداللطیف تپش کی غزل شائع ہوئی، مطلع ہے :

ہوا خیزی وحشت سے کیا ہے آشنا مجھ کو
مری شوریدہ بختی کیا خبر سمجھی ہے کیا مجھ کو

(جنوری ۱۹۳۰ء)

"ادیب" میں انگریزی نظموں کے تراجم بھی شائع ہوئے۔ عبدالمجید سالک کی نظم بھی شائع ہوئی۔ ایک بند ملاحظہ ہو :

دنیا کیا چاہتی ہے

(ترجمہ)

ہنسو گے تو سب ساتھ دیں گے تمہارا
اگر روؤ گے تو تم روؤ گے تنہا
اور اس میں بھی لیکن ہنسی کی ہے صورت
کہ دنیا کو غم کی نہیں ہے ضرورت

(جنوری ۱۹۳۰ء)

۱۔ ادیب، جلد ۱، شمارہ ۱، مئی ۱۹۳۱ء

''ادیب'' کا سب سے بڑا مقصد صوبہ سرحد میں اردو زبان کا فروغ تھا ۔ اس دور میں یہ صوبہ پسماندہ اور ناخواندہ تھا۔ صرف تعلیم یافتہ لوگ اردو زبان سے واقف تھے جن کی تعداد بہت کم تھی ۔ اردو زبان کو ترقی دینے کے لیے کوئی وسیلہ نہ تھا کہ عبدالمجید سالک نے یہ کام ''ادیب'' کی وساطت سے کیا۔ یہ وہ مجلہ تھا جو ظاہری اور باطنی لحاظ سے بلند پایہ تھا ۔ اس میں افسانے ، کہانیاں ، نظمیں ، مزاحیہ مضمون اور صوبہ سرحد میں اردو زبان کو ترقی دینے کے لیے مضامین شائع کیے جاتے تھے ۔

صحافت رابطے کا ایک اہم ذریعہ ہے اور عام طبقے تک اس ذریعے سے رسائی حاصل کی جا سکتی ہے اس لیے ''ادیب'' کو پشاور سے جاری کیا ۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ سرحد کے اردو دان طبقے میں ادبی ذوق پیدا ہوا اور لوگ اردو زبان کی طرف مائل ہونا شروع ہو گئے ۔ دوسرا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ تعلیم کی اہمیت کا اندازہ ہوا اور مقامی لوگ جو اردو سے تھوڑی سی واقفیت رکھتے تھے انہوں نے ذوق و شوق سے اردو زبان سیکھنا شروع کر دی ۔ اس طرح سرحد میں اردو دان طبقے میں اضافہ ہونا شروع ہوا ۔

''ادیب'' نے ایک پسماندہ علاقے میں اردو زبان کا چراغ جلایا جس کی روشنی میں اردو زبان و ادب نے ارتقاء کی طرف ایک اور قدم بڑھایا ۔ صوبہ سرحد میں اردو زبان و ادب ''ادیب'' کے زیر سایہ پروان چڑھا جس کی وجہ سے ''ادیب'' کی خدمات ادبی صحافت میں ہمیشہ زندہ رہیں گی ۔

''ادیب'' (دہلی) ۱۹۴۱ء

ماہنامہ ''ادیب'' دہلی سے مئی ۱۹۴۱ء میں جاری ہوا ۔ اس ماہنامے کے مدیر جناب سید محمد ارتضیٰ واحدی اور فصیح الدین احمد تھے۔[۱] اس کے مضمون نگاروں میں ماہرالقادری ، پنڈت برجموہن کیفی ، سیماب اکبر آبادی ، نیاز فتح پوری ، ساغر نظامی ، سید ضمیر کاظمی ، احمد ندیم قاسمی ، کوکب شاہجہانپوری ، مظفر حسین اظہر ، مرزا محمد وجیہ الدین خاں ، پنڈت گوپی ناتھ ، سجاد حیدر یلدرم ، ڈاکٹر آغا مہدی حسین ، ابو ظفر نازش رضوی کے نام قابل ذکر ہیں ۔

''ادیب'' ایک ادبی رسالہ تھا جس میں علمی ، ادبی ، تنقیدی اور فلسفیانہ مضامین ، افسانے ، غزلیں اور نظمیں شائع ہوئی تھیں ۔

''ادیب'' کا اجراء ایسے دور میں ہوا جب اردو ، ہندی تنازعہ عروج پر تھا ۔

۱۔ ادیب ، ج ۱ ، شمارہ ۱ ، مئی ۱۹۴۱ء

اس میں زبان کے بارے میں ہندوؤں کے ایسے مضامین شائع ہوئے جن میں علاقائی اور لسانی تعصب عیاں تھا۔ اس کے جواب میں ایسے مضامین بھی چھپے جن میں اردو کی مرکزیت پر زور دیا گیا تھا۔ پنڈت برجموہن کیفی کا مضمون ''مرکزیت اور صوبیت'' چھپا اس میں انہوں نے اردو زبان کی مرکزیت کا ذکر کیا اور مجموعی طور پر اس کی ترقی پر زور دیا تھا :

''مرکز میں زبان کی تنظیم ہوتی ہے ، اس کے قواعد و ضوابط بنائے جاتے ہیں، محاورے بنائے جاتے ہیں، اصطلاحیں وضع اور فراہم کی جاتی ہیں۔ طرز سخن اور اسلوب کی قرارداد ہوتی ہے۔۔۔ میری رائے میں ضروریاتِ زمانہ کا احساس اور ذہنیتوں کا اختلاف اس صورت حال کا بڑا سبب ہے۔ جس کی وجہ سے خط المرکز طنابیں ڈھیلی پڑ گئیں اور نظام فصاحت میں اختلال واقع ہو گیا۔ اُدھر مرکز سے بے اعتنائی شروع ہو گئی اُدھر خود مرکز میں قدامت پرستی نے جمود کے آثار ہویدا کر دئے۔''[۱]

''ادیب'' کا مزاج تنقیدی بھی تھا اور ایسے تنقیدی مضامین شائع کرتا تھا جن کا مقصد ادب کا ارتقاء تھا۔ مرزا محمد وجیہ الدین خاں کا مضمون بعنوان ''اردو شاعری پر ایک نظر'' چھپا، اس میں اردو شاعری کی تاریخ اور بڑے بڑے شعراء کے کلام پر تبصرہ کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں :

''۱۸۵۷ء کے بعد ایک نئے دور آغاز ہوا۔ مشرقی علوم و فن کا آفتاب آہستہ آہستہ غروب ہونا شروع ہوا۔ فن شعر میں علمی اور فارسی ترکیب کی جگہ عام فہم محاورات کی بندش نے لے لی۔ تغزل کا اخلاقی حصہ شعراء وقت کے کلام میں سے نکلنے لگا۔ اس تبدیلی رنگ نے دہلی کے شعراء پر بھی کافی اثر ڈالا۔''[۲]

''ادیب'' نے اپنے مختلف شماروں میں ایسے مضامین شائع کیے جس سے اردو زبان کی اہمیت کا احساس دلانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن اس کے برعکس اردو زبان کی مخالفت میں بھی مضامین شائع کیے جن کا مزاج تنقیدی تھا۔ جولائی ۱۹۴۱ کے شمارے میں ''ہماری زبان کی داخلی دشواریاں'' پنڈت گوپی ناتھ کا مضمون چھپا جو اردو زبان کے خلاف تعصب سے بھرا ہوا تھا جس میں بتایا گیا کہ یہ زبان

۱۔ ادیب جلد ۱ ، شمارہ ۳ ، جولائی ۱۹۴۱ء ص ، ۳ ، ۴

۲۔ ادیب ، جلد ۱ ، شمارہ ۱ ، مئی ۱۹۴۱ء ص ۸

مختلف زبانوں سے بنی ہے اس کا اپنا کوئی وجود نہیں اس لیے اس میں جامعیت نہیں پائی جاتی ۔ اسی شمارے میں اس کے جواب میں فصیح الدین نے ''ہماری زبان'' لکھا جس میں آردو زبان کی اہمیت کا جائزہ لیا اور اسے ہندوستان کی اہم ترین زبان قرار دیا ۔

''ادیب'' نے افسانوں میں بھی ترقی پسندانہ خیالات کو پیش نظر رکھا ۔ ملا واحدی کا افسانہ ''روپے کی پوجا'' طبقاتی کشمکش اور جاگیردارانہ نظام کا عمدہ نمونہ تھا ۔ اس میں پیسہ کی اہمیت بیان کی گئی ۔ یہ جولائی ۱۹۱۱ء کے شمارے میں چھپا ۔

''ادیب'' نے تاریخ نگاری پر بھی زور دیا اور زیادہ تر ہندو تہذیب و معاشرت کو آجاگر کرنے کی کوشش کی ۔ اس کے ساتھ تاریخی واقعات کو بھی بیان کیا ۔ سجاد حیدر یلدرم کا مضمون ''جب اکبر اعظم کا راج'' تھا اگست ۱۹۱۱ء کے پرچے میں چھپا ۔ ''ہندوستانی تہذیب و معاشرت عہد سلطان محمد تغلق میں'' ڈاکٹر آغا مہدی حسین کا مضمون ستمبر ۱۹۱۱ء میں چھپا ۔

''ادیب نے آردو زبان کے لسانی ذخیرے کو بڑھانے کے لیے ایسے مضامین شائع کیے جن سے کئی انگریزی الفاظ اردو میں منتقل ہوئے ۔ ایک مضمون ''انگریزی الفاظ کا استعمال غالب کی خصوصیات جدید زاویہ نگاہ سے'' ماہرالقادری نے لکھا ۔ اس نے غالب کے فارسی اشعار میں انگریزی زبان کے استعمال کی مثالیں دی ہیں ۔

''آرے نہ چک بود نہ تمسک ز ہر کہ است
نے دستخط نہ مہر نہ نام و نشان اوست

غالب نے پہلے مصرعے میں انگریزی لفظ ''چک'' (Cheque) استعمال کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ غالب کے زمانہ میں ''چک'' نے ہنڈوی کی جگہ لے لی تھی اور چکوں کے ذریعے لین دین ہوتا تھا۔''[۱]

''ادیب'' نے شاعری کے ذریعے ترقی پسند امن کو فروغ دیا ۔ اس کی نظمیں اور غزلیں جدید نظریات کو پیش کرتی تھیں ۔ روش صدیقی کی نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :

۱۔ ادیب ، جلد ۱ ، شمارہ ٦ ، نومبر ۱۹۱۱ء ص ۱۵

نگاہ باریاب

سکوں ہے ہمنوائے اضطراب آہستہ آہستہ
محبت ہو رہی ہے کامیاب آہستہ آہستہ

حجاب ضبط تار ناامیدی زخمۂ حسرت
خموشی بن گئی خود ہی رباب آہستہ آہستہ[1]

سرمایہ نازش

محبت کی فطرت میں ہے دلنوازی
محبت کا آئین ہے چارہ سازی

محبت ہے آزاد قید مسلسل
محبت نہ ہندی نہ ترکی نہ تازی[2]

''ادیب'' ہندو تہذیب کی عکاسی کرتا ہے اس کے افسانوں اور کہانیوں میں ہندو معاشرت کی تصویر ابھرتی ہے ۔ اس مجلے نے تاریخ کے ذریعے سے معاشرت کو اجاگر کیا ۔ تاریخ نویسی پر اس کے مضامین اعلیٰ اور معیاری ہیں ۔

''ادیب'' نے ترقی پسند ادب کو فروغ دیا ۔ اس کے افسانے ، نظمیں اور مضامین طبقاتی کشمکش کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں ۔ اس نے جاگیردارانہ نظام کی مخالفت کی اور مساوات کا سبق دیا جو ترقی پسند تحریک کا پہلا مقصد تھا ۔ ''ادیب'' روشن خیال جریدہ تھا جس نے روایات سے بغاوت کا سبق دیا اور جدید ادب کا فروغ دینے میں اہم خدمات انجام دیں ۔

''ادیب'' نے اردو ادب کو جدید طرز کی کہانیاں دیں جن سے کہانیوں کی معنوی صورت میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی ۔

''ادیب'' نے اردو ہندی زبان کے تنازعے میں دونوں قوموں کے نظریات کو پیش کیا اور اپنی پالیسی غیر جانبدارانہ رکھی ۔ اس کے باوجود کہیں کہیں اس کے مضامین میں تعصب نمایاں ہونے لگتا ہے ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کا مواد زیادہ تر ہندو تہذیب و معاشرت کا عکاس تھا ۔

۱۔ ادیب ، جلد ۱ ، شمارہ ۶ ، نومبر ۱۹۴۱ء
۲۔ ادیب ، جلد ۱ ، شمارہ ۳ ، جولائی ۱۹۴۱ء

''ادیب'' کے مضامین میں ہندی الفاظ کثرت سے استعمال ہوئے جس سے اُردو زبان میں مزید اضافہ ہوا اور کئی لئے لفظ ہندی سے اس میں منتقل ہوئے۔ انھی خدمات کی بدولت ''ادیب'' کو اُردو زبان و ادب میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اس نے ادب و معاشرت کو ہم آہنگ کیا اور ادب کو سماج کا ترجمان بنا کر اردو دان طبقے کے سامنے پیش کیا۔

ماہنامہ ''ادیب'' علی گڑھ ۱۹۵۵ء

''ادیب'' علی گڑھ سے ۱۹۵۵ء میں جاری ہوا۔ اس کے نگران سید ظہیرالدین علوی تھے اور ۱۹۵۸ء میں مدیر قمر رئیس اور ادارۂ تحریر میں عثمان غنی صالح علوی تھے[۱]۔ ۱۹۵۹ء میں مدیر ابن فرید اور معاون مدیر احتشام بن حسن ہو گئے۔ قیمت سالانہ ساڑھے پانچ اور ہر پرچہ کی قیمت آٹھ آنے تھی۔ یہ جامعہ اُردو کا ترجمان تھا اور ریاض ہند پریس علی گڑھ سے شائع ہوتا تھا۔ راقمہ کو اوریئنٹل کالج لاہور کے استاد ڈاکٹر عبیداللہ خان کی لائبریری سے ادیب کے دو شمارے ملے۔

''ادیب'' کے مضمون نگاروں میں پریم چند، یوسف رضا، احتشام حسین، وحید متین، ابن فرید، اسرار احمد سہادری، خالد رشید قدوائی، وارث کرمانی، آمنہ یزدانی اور فیروزہ خاتون کے نام قابل ذکر ہیں۔

''ادیب'' خالصتاً علمی و ادبی مجلہ تھا، یہی وجہ ہے کہ اس کے موضوعات اُردو ادب کے عکاس تھے۔ اس بات کا اندازہ دسمبر ۱۹۵۸ء کے موضوعات کی فہرست سے لگایا جا سکتا ہے۔

مقالات

مختصر افسانہ کا فن	پریم چند
جگر کی شاعری کے چند پہلو	یوسف رضا
مہدی کا فن اور شخصیت	محمد اللہ
فیض اور دست صبا	وحید متین
مسجد قرطبہ	احمد جمال
حالی کی تنقید نگاری	راشد قریشی
اقبال کی شاعری اور شخصیت	محمد عزیز

۱۔ ادیب، جلد ۴، شمارہ ۱۲، دسمبر ۱۹۵۹ء، سرورق

نظم ، غزل

مغنیہ	شاعر ندیم
کشمکش	مسعود علی ذوقی

احتشام حسین

راہی معصوم رضا

وارث کرمانی

حسن مثنیٰ انور

ضیاء الدین شکیب

وصی حیدر

محمود کاظمی

تبصرے

اسباب بغاوت ہند	ادارہ
مسلم یونیورسٹی گزٹ	احمد جمال

باز گشت

مولانا ضیاء احمد بدایونی

آمنہ یزدانی

ادیب کے نومبر ۱۹۵۹ء کے شمارے کی تفصیلات یہ ہیں -

حرف آغاز

یاران نکتہ داں

مولانا آزاد کی رجائیت اور قنوطیت	—	اسرار احمد سہادری
آثار ابو الکلام کا تنقیدی جائزہ	—	ابن فرید

نووارداں ادب

غدر کے بعد اردو ادب	—	فیروزہ خاتون
نظیر اکبر آبادی اور ان کی شاعری	—	خالد رشید قدوائی
مقدمہ شعر و شاعری	—	نور جہاں شکیل

مستقل عنوانات

مطالعے کی میز پر — حافظ عبدالعلیم خاں
کوائف جامعہ اردو — ادارہ
نئی کتابیں نئے رسالے — ادارہ

سرسید احمد خاں کی صحافت کی چھاپ یوں تو بیسویں صدی کے ادب و صحافت پر بہت گہری تھی لیکن یہ رنگ اُن رسائل پر بہت گہرا تھا جو خاص طور پر علی گڑھ سے جاری ہونے والے رسائل کا مقصد ''تہذیب الاخلاق'' کے مقاصد کو آگے بڑھانا تھا ۔ ان میں معارف ، اردوئے معلیٰ اور سہیل کے نام قابل ذکر ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ''ادیب'' کے صفحات بھی اُنہی مقاصد کی ترجمانی کرتے ہیں جو سرسید کی صحافت کا مقصد تھا ۔ اس کے مضامین علمی و ادبی زبان میں رچے بسے ہوئے تھے ۔ ان میں گہری علمیت پائی جاتی تھی ۔

یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ ''ادیب'' ایک اعلیٰ پایہ کا ادبی مجلہ تھا اور تمام ''ادیب'' نامی رسائل سے سبقت لے جاتا ہے ۔ اس نے خاص نمبر بھی شائع کئے جو اُردو زبان و ادب کا بیش قیمت سرمایہ ہیں ، جن سے گم شدہ ادب ایک بار پھر منظر عام پر آیا ۔